B.A Part I Hon Session 2019-20

Dr. Shahnaj Ara.
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. College.
Shahnaz Ara.

ALLAMA IQBAL POETRY HAMALA

نظم "ہمالہ" کا تشریح یا خلاصہ یا تبصرہ:

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستان
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

حضرت اقبال کی یہ نظم وطن پرستی اور فطرت کے حسن کی تعریف سے بھری ہوئی ہے۔ شاعر کوہ ہمالہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تیری حیثیت ہندوستان کی سرزمین کے لئے ایک ایسی دیوار کی سی ہے جو اپنے وطن کی محافظ ہو۔ یہی نہیں بلکہ تیرا وجود اس قدر بلند و بالا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے آسمان تیری پیشانی پر بوسہ دے رہا ہو۔

علامہ فرماتے ہیں کہ بظاہر تیرے وجود میں لمبی عمر کے اثرات نظر نہیں آتے لیکن اسکے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ تیرا بلند وجود کئی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی دن اور رات کے چکر کے درمیان ویسے ہی زندہ ہے

جیسے ابتدا میں تھا اور آج تک تیری کمزوری کے آثار کہیں ظاہر نہیں
اقبال فرماتے ہیں کہ ایک طرف تو وہ طور سینا کے پہاڑ کا نظارہ ہے جہاں اللہ نے حضرت موسیٰ کو اپنے نور کا جلوہ دکھایا تھا اور دوسری طرف ایک تو یہ ہے جو ایسے چمکتا ہے کہ دیکھنے والی آنکھ کو سارا کا سارا پہاڑی سلسلہ ہی کسی نور کی مانند محسوس ہوتا ہے۔

یہاں اقبال فرماتے ہیں کہ بظاہر تو تو ایک پہاڑ ہے۔ جو ہر دیکھنے والے کو نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے تو ایک حفاظتی دیوار ہے۔ اور یہاں اگر مجھے کسی شاعر کا دیوان کہا جائے تو تیرا پہلا شعر آسمان کا خود ہوگا۔ تنہائی پسند لوگوں کو تیرا وجود

Scanned with CamScanner

انتہائی سکون کا باعث ہے۔ کوئی بھی تیری آغوش میں آئے گا تو راحت پائے گا
اگر دیکھا جائے تو تیرے پہاڑوں پر برف پڑی ہے۔ ایسا لگتا ہے۔ جیسے
کسی بزرگ کے سر پر احتراماً پگڑی پہنا دی گئی ہو۔ اور یہی دستار سورج
نے بھی اپنی نکلتی ہوئی خوبصورت کرنوں کی صورت میں رکھی ہے۔ پس
اے ہمالہ تیری شان و شوکت کا اندازہ تیرے تابناک
ماتھے سے لگایا جا سکتا ہے کیونکہ تو اس وقت سے آج تک اسی وضاحت اور بلندی
کا نمونہ ہے۔ تیرے پہاڑوں کے سائے جب ارد گرد کی وادیوں پر پڑتے
ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے خیمہ بستیاں قائم کر دی گئی ہوں۔ یہی نہیں
بلکہ تیرا بلند و بالا چوٹیاں آسمان کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جنہیں دیکھ کے
لگتا ہے کہ جیسے ستاروں سے باتیں کر رہی ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ تیرا وجود زمین پر
ہے۔ لیکن تیری وضاحت تجھے آسمان کا مکین ظاہر کرتی ہے۔ تیری گود سے پھوٹنے
والے چشموں کا پانی اس قدر شفاف ہے کہ جیسے بہتا ہوا آئینہ ہے۔ اور یہاں
جو ہوا ہے وہ تیرے چشموں کو مزید شفاف کر دیتی ہے۔

شاعر شب کی خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں کہ تیرے ماحول
کو دیکھا جائے تو ہوا اس قدر تیز ہے کہ جیسے کوئی گھوڑا بھاگ رہا ہو۔ اور اسکی رفتار مزید
تیز کرنے کے لئے آسمان پر چمکنے والی بجلیوں نے بادلوں کے ہاتھوں میں ہنٹر تھما دیا
ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تیرا دامن کسی کھیل کے میدان کی مانند ہو جب قدرت نے اسے
ہاتھوں کے ساتھ بڑی خوبصورتی سے کھیل دیا ہو۔ اور یہ بادل اس قدر خوشی سے
جھوم رہے ہیں جیسے بے لگام ہاتھی دوڑ رہے ہیں
اقبال نے یہاں بھی پچھلے بند کی طرح ہمالہ کی خوبصورتی
بیان کیا ہے کہ یہاں صبح سویرے چلتی ہوئی ہوا نے کسی محبوب کی سی حیثیت اختیار
کر لی ہو۔ جہاں پھول اپنی پتیوں سے خاطر ہو کر کہہ رہی ہوں کہ ہم اتنی
اونچائی پر ہیں کہ پھول توڑنے والوں سے بھی ہمارا واسطہ نہیں پڑا
جس سے مراد یہ کہ اس اونچائی پر پہنچنا) پہنچنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے
یہی وجہ ہے کہ یہ پھول کلیاں خوشی سے کھل رہی ہیں۔ اور شاعر فرماتے ہیں کہ
ہمالہ خود کہہ رہا ہے کہ میری خاموشی ہی زندگی کی داستان بیان کر رہی ہے

اور یہ تنہائی سے بھرا ہوا گوشہ جو کہ اللہ کی قدرت کا نشان ہے میرے دکھوں کی ملامت ہے۔ اقبال فرماتے ہیں کہ میرے پہاڑوں کی بلندیوں سے جب چشموں کا پانی جھرنوں کی صورت میں گرتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے کوئی گانا گا رہا ہو۔ ندی کا پانی اس قدر شفاف اور خوبصورت نظر آتا ہے کہ جنت میں بہنے والے چشمے یعنی کوثر اور تسنیم بھی اس کی خوبصورتی سے شرما جائیں یوں لگتا ہے جیسے اس ندی کا پانی، قدرت کی خوبصورتی سے [illegible] کے نشان دکھاتا ہوا گزر رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان چشموں کا پانی کبھی تو پتھروں سے ٹکرا جاتا ہے تو کبھی رخ بدل کر نکل جاتا ہے۔ اس بند کے آخری شعر میں ندی کو ایک مسافر کی مانند گردانتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تو اسی طرح دل لبھانے والے انداز میں اپنی موسیقی کے راگ بکھیرتی جا کیونکہ میں تیری آواز اور موسیقی کے راگ میں جو معنی چھپے ہیں ان کو جانتا ہوں۔

اس بند میں اقبال ہمالہ پر رات کے مناظر کو بڑی دلکشی سے اپنے اشعار کی زینت بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب رات کی محبوبہ اپنی لمبی اور گھنی زلفیں بکھیرتی ہے تو آبشاروں کی صدائیں انسانی دل گداز محسوس ہوتی ہیں ان لمحات میں ہر طرح کی گفتگو اس خاموشی پر قربان ہو جائے۔ اور رب یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تمام درخت بھی خاموشی سے آبشاروں کے خوبصورت گیت میں بے ہوں اور اس پر سوچ بچار کر رہے ہوں اور پھر اقبال فرماتے ہیں کہ شام ہوتی ہے تو اب لگتا ہے جیسے ہمالہ ایک دلہن کا روپ اختیار کر چکا ہے جبکہ سورج اپنی سرخ کرنیں ایک پاؤڈر کی صورت ہمالہ کے چہرے پر لگا رہا ہے۔ اور منظر دلکشی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

نظم کی آخری بند میں اپنے کو ختم کرتے ہوئے اقبال فرماتے ہیں کہ اے ہمالہ مجھے اس دور کا احوال سنا جب حضرت آدمؑ زمین پر آئے اور تیرے دامن میں مکین ہوئے۔ کہا ہے تو اس قدر قدیم ہے کہ اس وقت کے نظارے آج بھی تجھے یاد ہوں گے۔ ان دنوں کی زندگی کس قدر سیدھی ہوگی جب یہاں کسی انسان کا وجود نہ ہوتا اے ہمالہ مجھے اس وقت کے حالات و واقعات سے آگاہ کر کہ اس وقت تو ہر لمحے کی صبح کے نکلنا شے سے عاری ہوتا اور پھر آخری شعر میں ہمالہ کی خاموشی پر خود سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کیا جواب دے گا

Scanned with CamScanner

یہ تو ایک پتھر سے لبریز ہ تو خود ہی اپنے اوصافِ ذات کا استعمال کر اور اپنی صلاحیت کی بدولت گردے ہوئے ساتی کو چھلکا کر منظرِ عام پر لے آ

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
ہمالہ	پہاڑی سلسلہ جو انتہائی بلندی اور برف سے ڈھکا ہوا ہے
چشم	بینا دیکھنے والی آنکھ
فصیل	دیوار
کشورِ ہندوستان	ہندوستان کی سرزمین
دیرینہ روزی	لمبی عمر
گردشِ شام و سحر	رات اور دن کا چکر
کلیم	حضرت موسیٰ کا لقب
طورِ سینا	اس پہاڑ کا نام جہاں موسیٰ علیہ السلام ہم کلام ہوئے تھے
لیلیٰ شب	کالی رات
غازہ	پاؤڈر
زلفِ رسا	لمبے اور گھنے بال
تکلم	کلام کرنا۔ بولنا
تفکر	سوچ بچار کرنا
رنگِ شفق	سرخ رنگ
رخسار	گال

لفظ	معنی
جنبشِ موج	روانی
نسیمِ صبح	صبح کی ہوا
گہوارہ	جھولا
برگ	پتا، پنکھڑی
کنجِ خلوت	ایک گوشہ جہاں تنہائی ہو
کاشانہ	مکان، گھر
فرازِ کوہ	پہاڑی بلندی
شاہدِ رات	معشوق
عراق	موسیقی کا ایک راگ
کوثر و تسنیم	جنت میں بہنے والے چشموں کا نام
مسکن	رہنے کی جگہ
آبائے انساں	انسان کے آباؤ اجداد
داستاں	کہانی، قصہ

Shahnaj Ara
16.04.2020